مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج (کویت)

متحدہ علماء بورڈ ابہام دور کرے

ایک حالیہ اخباری رپورٹ کے مطابق متحدہ علماء بورڈ کے ایک اجلاس میں حکومت سے سفارش کی گئی ہے کہ وہ کفر کا فتویٰ لگانے والوں کو ۱۴ سال قید کی سزا دینے کے لیے قانون سازی کرے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ہمارے ملک میں ایک مستقل قانون کی ضرورت ہے جس کی موجودگی میں سیاسی اور ذاتی مفاد کے حصول کے لیے مذہبی فرقہ واریت پھیلانے والوں کی کڑی گرفت ہونی چاہیے لیکن اس کے ساتھ ہی دین کو بازیچہ اطفال بنانے والے باطل والحادی قوتوں کے آلہ کاروں کے لیے بھی قرار واقعی سزا کا قانون ہونا چاہیے جو ملک کی دینی اور نظریاتی حدوں کو مسمار کرنے اور اس کا اسلامی تشخص مسخ کرنے کی مذموم سازشوں میں ملوث رہتے ہیں۔ ورنہ پاکستان میں شرعی نظام کا مجوزہ نفاذ بے معنی ہو کر رہ جائے گا اور مذہبی منافرت کا یہ خطرناک باب کھلا رہے گا۔ مزید یہ کہ وہ مفاد پرست علماء جو فروعی اختلافات کی بناء پر آئے دن ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگا رہتے ہیں' یقیناً سخت سزا کے مستحق ہیں لیکن وہ افراد اور ادارے جو باقاعدہ الحادی سازش کے تحت اپنی من گھڑت تاویلات اور باطل نظریات سے دین اسلام کا حلیہ بگاڑنے کی جسارت کے مرتکب ہوں اور جو قرآن پاک کی معنوی تحریف کے ساتھ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حجیت اور ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو نشانہ بنائیں یا دیگر اساسی ضروریات دین کا انکار کریں' وہ کسی صورت میں بھی کفر و ارتداد کے فتویٰ سے مستثنیٰ نہیں قرار دیے جا سکتے اور نہ ہی ایسے حضرات جن کے خارج از اسلام ہونے پر اجماع قائم ہو چکا ہے' متحدہ علماء بورڈ کی مراد ہونے چاہئیں۔

غلام احمد قادیانی' غلام احمد پرویز' سلمان رشدی' تسلیمہ نسرین وغیرہ کے کفر وارتداد پر تمام مکاتب فکر کے علمائے امت کا متفقہ اجماع ہے جس کی روشنی میں ان حضرات کو کافر و مرتد قرار دینا کس طرح موجب سزا ہو سکتا ہے بلکہ ان کو کافر و مرتد نہ سمجھنا اور ان کے کفر وارتداد کے بارے میں شک میں پڑنا بذات خود کفر ہے۔ کیونکہ اس میں قرآن وسنت کے احکام وضوابط کی نفی لازم آتی ہے۔ دنیا بھر میں قادیانیوں کو اور سعودی عرب' کویت' امارات' پاکستان' بنگلہ دیش' انڈیا' جنوبی افریقہ وغیرہ سے بزم طلوع اسلام کے بانی غلام احمد پرویز اور اس کے متبعین کو تقریباً" ایک ہزار جید علمائے کرام کسی فروعی اختلافات کی وجہ سے نہیں بلکہ ان حضرات کے باطل وملحدانہ افکار و نظریات اور دین کے مسلمہ کلیات کے انکار کی بناء پر تحریری طور پر کافر قرار دے چکے ہیں لہٰذا ایسی صورت میں اس اجماع امت کے کفر کے فیصلے کا انکار بذات خود ارتکاب کفر کا باعث ہوگا جس کی وضاحت بہرحال متحدہ علماء بورڈ کو کرنی چاہیے۔

مزید یہ کہ بورڈ کے مطالبہ میں ابہام کا فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانیوں نے لندن میں اور پرویزیوں نے پاکستان' کویت اور کینیڈا میں کفر کا فتویٰ دینے والوں کو سزا دینے کی تجویز کا فوری خیر مقدم کیا ہے اور اس سے یہ مطلب لیا ہے کہ اب ان کے مسلمہ کفریات کا طوق ان کے گلوں سے اترنے والا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ متحدہ علماء بورڈ کے اراکین اپنی سفارشات مرتب کرتے وقت پاکستان میں ان دو بڑے گروہوں کی متعین شدہ مذہبی حیثیت کا بطور خاص ذکر کرتے ہوئے یہ مطالبہ بھی کرتے کہ منکرین ختم نبوت اور منکرین فرمان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلام دشمن سرگرمیوں کو پابند قانون کیا جائے تا کہ مذہبی منافرت کے یہ چور راستے بھی بند ہوں۔ اور پاکستانی مسلمانوں میں ان دونوں گروہوں کے بارے میں جو بے چینی اور جذباتی گھٹن پائی جاتی ہے' وہ ختم ہو لیکن معلوم نہیں متحدہ علماء بورڈ نے ملک کے اندر مذہبی منافرت کو کلی طور پر ختم کرنے کے لیے اس کے مجموعی اسباب کو کیوں سامنے نہیں رکھا۔ سنی شیعہ علماء تو باہمی یک جہتی کی فضا کا راستہ ہموار کرنے کے لیے ایک مشترکہ لائحہ عمل اختیار کرنے کے لیے تیار نظر آتے ہیں لیکن قادیانی وپرویزی تو بہانگ دہل منصب نبوت کے انکار اور مخالفت پر ڈٹے ہوئے ہیں اور اپنے نام نہاد قرآن فکر کو ہی حرف آخر سمجھتے ہیں۔ یہ دونوں گروہ اپنے مادی وسائل کے ساتھ اسلامیان پاکستان کو کفر وارتداد کا شکار کرنے اور نظریہ پاکستان کی بیخ کنی کرنے پر تلے ہوئے ہیں جن کا مقصد اس کے لیے سوا کچھ نہیں کہ کفر واسلام کی تلبیس سے ملک کا اسلامی تشخص آہستہ آہستہ مٹا کر اسے منصب نبوت کے اس مقصد عظیم سے ہٹا دیا جائے جو اس کی قوت کا نکتہ ماسکہ ہے۔ اور پاکستان عالم اسلام کو متحدہ کرنے اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے قوت سے بھرپور قیادت فراہم کرنے کی جس جہادی راہ پر گامزن ہے' یہود وہنود اور نصاریٰ کے ایجنڈا پر کام کرنے والے قادیانی اور پرویزی اسے مختلف داخلی وخارجی مسائل میں الجھا کر اس کی روحانی ومادی قوت کو تحلیل کرنے کے درپے ہیں تا کہ پاکستان وہ راہ چھوڑنے پر مجبور ہو جائے لہٰذا اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کی بیخ کنی کرنے والوں کی نشان دہی اور ان کی غیر اسلامی حیثیت کا اصولی تعین نہ کرنا پاکستان دشمنی ہے نہ کہ پاکستان

دوستی۔

متحدہ علماء بورڈ کے اراکین کی یہ مذہبی اور قومی ذمہ داری ہے کہ وہ ملک کی مذہبی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت سے ہرگز صرف نظر نہ کریں اور قادیانیوں اور پرویزیوں کی مسحور کن تاویلات اور ان کے دجل کے دھوکہ میں نہ آئیں اور اعلائے کلمہ حق کا حق کماحقہ ادا کرتے ہوئے باطل کو ببانگ دہل باطل کہیں۔ اسلام وکفر کی تقسیم کسی کی ذاتی رائے یا صوابدید یا مخصوص اصول و ضوابط یا حکومتی قانون سازی کی پابند نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے منہج نبوت کو اس تقسیم وتفریق کی کسوٹی قرار دیتے ہوئے ملت کو دو واضح گروہوں میں تقسیم کیا ہے۔ یعنی ملت اسلامیہ اور ملت کفر۔ اور دونوں میں تعلقات کار کے لیے دو ٹوک قوانین وضوابط بھی مرتب فرمائے ہیں جن کی لازمی پابندی ہی سے اپنا اسلامی تشخص قائم رکھا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس اصولی تقسیم کو اپنی مصلحتوں کے تابع کرتے ہوئے کسی طرح کی قانون سازی در حقیقت قوانین الٰہیہ سے محاذ آرائی ہو گی اور ملت اسلامیہ اسے ہرگز قبول نہیں کرے گی۔ منہج نبوت کے بد ترین مخالف، منکرین فرمان رسالت جو قادیانیوں اور پرویزیوں پر مشتمل ہیں اور جن کے کفروارتداد پر قرآن و حدیث کی روشنی میں اجماع امت قائم ہو چکا ہے، کے بارے میں متحدہ علماء بورڈ کو اپنا موقف واضح کرنا چاہیے تا کہ وہ ابہام دور ہو جس کا فائدہ اٹھانے کے لیے یہ دونوں گروہ اپنی سرگرمیوں کو ازسرنو مرتب کرنے کی منصوبہ بندی میں مصروف ہو گئے ہیں۔

اس سلسلے میں متحدہ علماء بورڈ کو مندرجہ ذیل گزارشات پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ فروعی اختلافات کی بناء پر کفر کے فتاویٰ پر پابندی لگائی جائے اور مرتکب افراد کو سزا دینے کے لیے مؤثر قانون بنایا جائے۔

۲۔ کفر کے ایسے فتاویٰ جات جن کا صدور ضروریات دین کے انکار اور اسلام کے اساسی احکامات کی مخالفت، تحریف اور باطل وملحدانہ تاویل کے باعث لازم ہو، ان کا راستہ روکنے کی بجائے ان کے بارے میں واضح موقف اختیار کیا جائے اور دین کو بازیچہ اطفال بنانے والوں اور اپنی آزادانہ رائے اور مرضی سے اس کا حلیہ بگاڑنے والوں سے دین کی حفاظت کا انتظام کیا جائے اور ان کو قرار واقعی سزا دینے کا بندوبست کیا جائے۔ قانون سازی کرتے وقت اصول وفروع کا اختلاف ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھا جائے۔

۳۔ اجماع امت کے فیصلوں کو شرعی تحفظ دیا جائے اور اس کے مخالفین کو قانونی سزا دی جائے۔ بصورت دیگر آپ کی مجوزہ سفارشات کی روشنی میں قادیانیوں اور پرویزیوں کو قانونی تحفظ حاصل ہو جائے گا۔ اور دونوں گروہوں کی طرف سے مسلمانوں کو ارتداد کے گڑھے میں دھکیلنے کے راستے کھل جائیں گے۔

۴۔ مجوزہ قانون کی روشنی میں مسلمانوں میں گمراہی کا پھیلانا آسان ہو جائے گا جبکہ یہ حقیقت عیاں ہے کہ اس دور پرفتن میں آئے روز نت نئے فتنے اٹھتے رہتے ہیں جس سے ملک میں بے چینی اور ٹکراؤ کی فضا پیدا ہوتی رہتی ہے۔

۵۔ دشمنان اسلام اپنے آلہ کاروں کے ذریعے شعائر اسلام کی بے حرمتی اور دین کا استہزاء کرنے کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ اس قانون کے ذریعے ایسے منافقین کو اپنے عزائم کی تکمیل کے لیے فری ہینڈ حاصل ہو جائے گا۔

۶۔ اس قانون کی روشنی میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا باب کھل جائے گا اور کئی سلمان رشدی، غلام احمد قادیانی، غلام احمد پرویز پیدا ہونا شروع ہو جائیں گے جس سے حالات کے مزید بگاڑ کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔

۷۔ اس مجوزہ قانون کا لازمی نتیجہ یہ سامنے آتا ہے کہ ایک کافر کو کافر نہ کہا جائے ورنہ ۱۴ سال کی قید لازم ہو جائے گی۔ یہ نظریہ ہی سراسر طاغوتی ہے اور سیکولر ازم کے جراثیم اپنے اندر رکھتا ہے۔ بلکہ کفرواسلام میں تفریق کی بنیاد قرآن وسنت پر رکھی گئی ہے اور اس کسوٹی پر خود باری تعالیٰ عزوجل نے دنیا بھر کو دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے یعنی ملت اسلامیہ اور ملت کفر۔ اور ہر ایک کے احکامات جدا ہیں۔ اس سے نکاح، وراثت، مساجد، حرم میں داخلہ، باہمی تعلقات کی حدود وغیرہ متاثر ہوں گی جس سے کفرور کفر کی حالت پیدا ہو جائے گی۔

۸۔ مسلمانوں کی جہادی سپرٹ متاثر ہوگی اور ان کی بقا خطرے میں پڑ جائے گی جس سے ملک میں آہستہ آہستہ اسلامی تشخص ختم ہوتا چلا جائے گا۔

۹۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنے دین اور ملت کی حفاظت اور اسلامی تشخص اور نسبت کو قائم رکھنے کے لیے کافروں کو دوست نہ بنانے اور ان کو اپنے بھید نہ دینے کا حکم دیا ہے اور ایسا قانون جو اسلام وکفر کے قرآنی احکامات سے تجاوز کرتا ہو، فی نفسہ قابل مواخذہ ہوگا۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ تو کافروں پر دنیا وآخرت میں لعنت بھیجے اور ایمان اور اسلامی ریاست کی سرحدوں کی حفاظت کے لیے ان کے خلاف جہاد کا حکم دے اور ہمارا مجوزہ قانون کافر کے کفر کو تحفظ مہیا کرے اور مسلمان کو کافر کے کفر سے بیزاری پر ۱۴ سال قید وجرمانہ کی سزا سنائے۔ یہ قوانین خداوندی کا استہزاء نہیں تو اور کیا ہے؟

۱۱۔ مجوزہ قانون کے آئندہ امکانی اثرات سے کافر وملحد اور مرتد ہونے والے مسلمانوں کے قبرستانوں میں بدستور مدفون ہوتے رہیں گے اور مسلمانوں کے علیحدہ قبرستانوں کا تصور ختم ہو کر رہ جائے گا۔

۱۲۔ کفار سے مراد یہود، ہنود، سکھ، عیسائی وغیرہ ہی نہیں بلکہ اگر کوئی مسلمانوں میں سے بھی ضروریات دین کا انکار کرے، دین اسلام کی بے سند تشریح کرے اور من گھڑت تحریف کرے، قرآن کے کسی حکم کا انکار کرے، فرمان رسالت، شعائر اسلام کا استہزاء کرے، سنت کی حجیت کا انکار

کرے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو تسلیم نہ کرے تو ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو کر زمرہ کفار یعنی ملت کفر میں شامل ہو جائے گا اور اسلامی قانون کی رو سے مرتد کی سزا کا مستحق ٹھہرے گا۔ اس کے لیے وہی احکامات ہوں گے جو دیگر کفار کے لیے مقرر ہیں اور اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ یہ کون سا قانون بنایا جا رہا ہے کہ جسے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دشمن قرار دیتے ہوئے تو کافر قرار دیں لیکن اسے کافر کہنے پر ۱۴ سال قید کی سزا دی جائے۔ ایسا اقدام تو اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہوگا اور پاکستانی مسلمان اسے ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ لہٰذا یہ بہتر ہوگا کہ اس قانون کی شرعی تشریح کر کے علماء اور عوام کو اعتماد میں لیا جائے مزید یہ کہ اس قانون کے سائے میں پاکستان میں وسیع پیمانے پر بلا روک ٹوک دجل پھیلے گا اور ارتداد کا راستہ کھل جائے گا اور پاکستان مزید فتنوں کا شکار ہو جائے گا۔

تجاویز:

۱۔ حکومت جو قانون سازی کرے، اس میں قادیانیوں اور پرویزیوں کی کفریہ حیثیت واضح طور پر متعین کرے کیونکہ ان دونوں کے کفر پر اجماع امت قائم ہو چکا ہے۔

۲۔ فرقہ واریت پر قابو پانے کے لیے اقدامات کے ساتھ ساتھ ارتداد کے پھیلانے والے مرتدین کی شرعی حد سزائے موت مقرر کی جائے تا کہ آئندہ کسی شخص کو شعائر اسلام کی بے حرمتی، ضروریات دین اور فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حجیت کا انکار یا قرآنی آیات کو جھٹلانے اور اجماع امت کے فیصلے کے خلاف سر اٹھانے کی ہمت نہ رہے اور غلام احمد قادیانی اور غلام احمد پرویز کی شکل میں کوئی اور مرتد پیدا نہ ہو سکے۔

۳۔ قادیانی اور پرویزی جماعتیں اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتی ہیں۔ اگرچہ یہ ملحد جماعتیں ارتداد پھیلانے میں ہمہ وقت مصروف ہیں۔ یہ اپنا نام بدل کر کسی اور روپ میں اپنے دجل کو جاری رکھ سکتی ہیں لہٰذا صدر اور وزیراعظم پاکستان اپنی شرعی ذمہ داریوں کو پورا کرتے ہوئے قانون سازی کرتے وقت تمام تر پہلوؤں کو سامنے رکھیں تا کہ مذہبی منافرت کے قلع قمع کے ساتھ ساتھ ارتداد کا بھی خاتمہ ہو۔ یہ آپ کا تاریخ ساز فیصلہ ہوگا اور سب کو قبول ہوگا۔

۴۔ قانون سازی کے لیے شیعہ اور سنی موقف میں توازن و مساوات لازمی ہے جس طرح اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض و عناد رکھنے والا ایمان سے محروم اور خارج از اسلام ہے، اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم بالخصوص خلفائے راشدین، امہات المومنین سے بھی بغض و عناد رکھنے والا ایمان سے محروم اور خارج از اسلام تسلیم کیا جائے۔ وگرنہ قانون غیر متوازن اور ناقص رہے گا اور مطلوبہ مقاصد حاصل نہ ہوں گے۔

۵۔ حکومت فوری طور پر سرکاری دارالافتاء کا قیام عمل میں لائے جو ایک آزاد اور خود مختار ادارے کی حیثیت سے کتاب وسنت کی روشنی میں فیصلے کرے۔ جس میں ہر مسلک اور مکتب فکر کے علماء کی نمائندگی ضروری ہو۔ اور وہ پیشہ ور سیاسی علماء پر مشتمل نہ ہو بلکہ علمی، تدریسی، فنی اور غیر سیاسی علماء کرام جن کو فتویٰ میں دسترس حاصل ہو، ان پر مشتمل ہو۔ یہ دارالافتاء فروعی اختلاف سے ہٹ کر اصول پر مبنی، جن کا تعلق نصوص قطعیہ سے ہو، فتاویٰ صادر کرے۔

۶۔ دارالافتاء کے قیام کے بعد کوئی شخص کفر کا فتویٰ صادر کرنے کا مجاز نہ ہو۔ مدارس عربیہ اسلامیہ میں جو دارالافتاء قائم ہیں، ان کو بھی قانونی حیثیت دی جائے۔ اور وہ سرکاری دارالافتاء کے تابع ہوں جہاں سے ان کے فتاویٰ کی تصدیق ہو۔ اس طرح سے ان فتاویٰ کی حیثیت بھی مستند اور سرکاری ہو جائے گی اور وہ قانونی طور پر نافذ العمل ہوں گے۔ اگر یہ تجاویز قبول کر لی جائیں تو دارالافتاء کے نظام کی تفصیل مہیا کی جا سکتی ہے۔

---------- بقیہ: کائنات میں غور وفکر ----------

گہرائیوں سے یہ آواز نے۔

"ہاں اے کائنات کے خالق ومالک! آپ نے یہ وسیع وعریض کائنات بے کار اور عبث تو پیدا نہیں کی بلکہ ایک عظیم منصوبے کے تحت ایک مقصد کے لیے پیدا کی ہے اور اس مقصد کو سمجھانے کے لیے اللہ تعالیٰ (رب العالمین) نے اس زمین پر اپنے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار نمائندے (رسول ونبی) بھیجے اور آخر میں اپنے سب سے بڑے نمائندے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا کہ وہ قرآن حکیم کی آیات بینات سے تمام انسانیت کو سمجھائیں کہ کائنات اور اس میں انسان صرف طبعی قوانین (Physical Laws) کے تحت ارتقائی عمل (Evolutionary Process) کا نتیجہ نہیں بلکہ وہ رب کائنات کی تخلیق کا نتیجہ ہیں۔ تا کہ انسان رب تعالیٰ کے تشریعی قوانین کی پابندی کرتے ہوئے اس کی رضا کا طالب ہو اور یوں وہ یہاں بھی اور مرنے کے بعد والی حقیقی زندگی یعنی آخرت میں کامیاب ہو۔